© rasailojaraid.com

میں (۶) علامہ اقبال نے ۱۹۳۴ء میں قادیانیت کے خلاف مضامین کیوں نہ لکھے۔ (۷) کیا علامہ اقبال نے قادیانیت کے خلاف اس لیے مضامین لکھے کہ وہ وائسرائے ہند کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر نہ بن سکے۔ (۸) قادیانیت کے حقیقی خدوخال (۹) علامہ اقبال کے بیان پر قادیانی جرائد کے تبصرے اور پنڈت نہرو کے خطوط ''الفضل'' کا اداریہ (۱۰) علامہ اقبال کے آخری دوسال (۱۱) سرظفراللہ کی آئینی سکیم ۱۹۴۰ء (۱۲) قادیانیت سٹیٹ کا خواب

ڈاکٹر سفیر اختر کی رائے توجہ طلب ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ جناب بشیر احمد کی زیر نظر کاوش سے شیخ عبدالماجد کے ہم عقیدہ دوست مطمئن ہو جائیں گے اور وہ احمدی تحریک کے بارے میں علامہ اقبال کی آخری رائے ہی کو ان کی اصل مان لیں گے۔ تاہم غیر جانبدار قاری پر یہ بات ضرور واضح ہو جائے گی کہ احمدی قلم کار علامہ اقبال کی ۳۶-۱۹۳۵ء کی تحریروں کو کیوں بھلا نہیں سکتے؟''

میرا خیال ہے کہ یہ کتاب شیخ عبدالماجد کے کسی ہم خیال کو مطمئن کرے یا نہ کرے، اقبال کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے یقیناً مفید ثابت ہو گی۔ اسے اقبال کے عقیدے کی ایک مختصر تاریخ بھی کہا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب اقبال کے حوالے سے پیدا کیے گئے خدشات کو دور کرتی ہے۔ (تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

- کتاب: سلطان نورالدین محمود زنگی　　مؤلف: طالب الہاشمی

ضخامت: ۲۹۶ صفحات　قیمت: ۱۵۰ روپے　　ناشر: طہٰ پبلی کیشنز، ملک جلال الدین بلڈنگ چوک اردو بازار لاہور

آج مسلمانوں کو صلیبی جنگوں کا سامنا ہے۔ صلیبی ایک بار پھر صدیوں کی محنت کے بعد تیار ہو کر آئے ہیں۔ اس بار مسلمانوں پر سخت امتحان کا وقت ہے۔ چھٹی صدی ہجری کے ایک مجاہدِ اعظم سلطان نورالدین زنگی پر طالب الہاشمی صاحب کی کتاب شائع ہوئی ہے۔ عہدِ رفتہ میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا جائے تاکہ آج مسلمانوں کو جن صلیبی جنگوں کا سامنا ہے۔ اس کے ماضی کو ایک نظر دیکھ سکیں۔ جس میں مسلمانوں کو ان کے ارادے اور ایمان کی وجہ سے فتح نصیب ہوئی تھی۔

نورالدین محمود ۱۳؍ شوال ۵۱۱ھ یک شنبہ کو طلوعِ آفتاب کے وقت پیدا ہوئے۔ بعض مؤرخوں نے ان کی جائے پیدائش موصل لکھی ہے۔ ان کی والدہ والی موصل کے فرزند ناصر الدین کی بیٹی تھیں۔ نورالدین جب چار برس اور چار مہینے کے ہوئے تو انھیں مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ جب وہ سولہ برس کے ہوئے تو انھیں قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، اصول، معانی، ادب اور مناظرہ پر پوری دسترس حاصل ہو چکی تھی۔ وہ بہت تھوڑے عرصہ میں نہ صرف شمشیر زنی، نیزہ بازی اور تیراندازی میں طاق ہو گئے بلکہ انھوں نے سپاہیانہ فنون میں مکمل مہارت حاصل کر لی تھی۔ نورالدین کو ان کے والد اکثر لڑائیوں میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ قلعہ جعبر کے محاصرے کے دوران میں جب عمادالدین شہید ہوئے تو اس وقت نورالدین کی عمر تیس برس تھی۔ والد کی وفات کے بعد انھوں نے نظامِ حکومت سنبھالا۔

یہ کتاب اس لیے بھی اہم ہے کہ اس میں سلطان نورالدین زنگی اور ان کے والد عمادالدین زنگی کے حالاتِ زندگی اور اہم واقعات اور نظامِ حکومت کے ساتھ ساتھ صلیبی جنگوں کا تفصیلی جائزہ بھی ہے۔ اس طرح یہ کتاب مسلمانوں کی تاریخ کے ایک دور کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ جس کے اثرات آج تک موجود ہیں۔ تاریخ اسلام میں نورالدین زنگی ایک ناقابل فراموش

© rasailojaraid.com